بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شُروع اَللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سر سیّد احمد خان

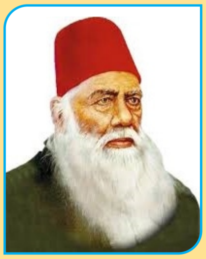

- پیدائش: ۱۷- اکتوبر ۱۸۱۷ء دہلی
- وفات: ۲۷- مارچ ۱۸۹۸ء علی گڑھ
- خطابات: خان بہادر، سر
- تصانیف: آثار الصّنادید، سفر نامہ مسافرانِ لندن، تاریخ سرکشیِ بجنور، اسباب بغاوتِ ہند، خطباتِ احمدیہ

قومی اتّفاق

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ:(ا) علمی یا ادبی گفتگو سُن کر محظوظ ہوسکیں اور اس کے محاسن کی تفہیم کرسکیں۔ (۲) کسی متن کو سُن کر اپنی جماعت کے معیار کے مطابق مناسب جواب دے سکیں۔(۳) درسی کتاب کے مطالعے سے اخذ کردہ معلومات اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں بہ صورتِ مضمون تحریر کرسکیں۔(۴) مختلف قسم کے فارم پُر کرسکیں۔مثلاً: داخلہ فارم ۔

قوم کا لفظ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنوں پر کسی قدر غور کرنا لازم ہے۔ زمانۂ دراز سے جس کی ابتدا تاریخی زمانے سے بھی بالاتر ہے۔ قوموں کا شمار کسی بزرگ کی نسل میں ہونے یا کسی ملک کا باشندہ ہونے سے ہوتا تھا۔

حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ (ترجمہ: حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں ، آپ (صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) نے اس تفرقۂ قومی کو جو صرف دنیوی اعتبار سے تھا، مٹادیا اور ایک روحانی رشتۂ قومی قائم کیا جو ایک حبلُ المتین:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

(ترجمہ: اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ کے رسول ہیں۔)

سے مضبوط تھا۔ تمام قومی سلسلے، تمام قومی رشتے، سب کے سب اس روحانی رشتے کے سامنے نیست و نابود ہوگئے اور ایک نیا روحانی، بلکہ خدائی قومی رشتہ قائم ہوگیا۔

اسلام کسی سے نہیں پوچھتا کہ وہ تُرک ہے یا تاجِیک، وہ افریقہ کا رہنے والا ہے یا عرب کا، وہ چین کا باشندہ ہے یا ماچین کا، وہ پنجاب میں پیدا ہوا ہے یا ہندوستان میں، وہ کالے رنگ کا ہے یا گورے رنگ کا،

بلکہ جس کسی نے العُروۃُ الوُثقیٰ(توحید کی مضبوط رسی) کلمۂ توحید کو مُستحکم کیا وہ ایک قوم ہوگیا۔ کیوں کہ خدا نے خود فرمایا ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"۔ (سُورۃُ الحُجُرات ۔ ۱۰)

(ترجمہ: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔)

مجھے اس بات کے دیکھنے سے نہایت افسوس ہے کہ ہم سب آپس میں بھائی تو ہیں، مگر مثلِ برادرانِ یوسف کے ہیں۔ آپس میں دوستی اور محبت، یک دلی اور یک جہتی بہت کم ہے۔ حسد، بُغض و عداوت کا ہر جگہ اثر پایا جاتا ہے جس کا نتیجہ آپس کی نااتفاقی ہے۔ شیطان، جس نے خدا سے وعدہ کیا کہ وہ:

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ (سُورۃُ الاَعْرَاف۔ ۱۶)

(ترجمہ: میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان کو گُم راہ کرنے کے لیے بیٹھوں گا۔)

ایک مقدّس اور بہ ظاہر نہایت نورانی حیلے سے آپس میں بھائیوں کے، جن کو کہ خدا نے بھائی بنایا ہے، نِفاق ڈالنے میں کام یاب ہوجاتا ہے۔

کون شخص ہے جو اس بات کو نہیں جانتا ہے کہ:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَهُوَ مُسْلِمٌ۔ مَنِ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَهُوَ مُسْلِمٌ وَمَنْ هُوَ مُسْلِمٌ فَهُوَ اَخٌ۔

(ترجمہ: جس شخص نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہا پس وہ مسلمان ہے۔ جو شخص ہمارے قبلے کی طرف رخ (کرنے کا عقیدہ رکھتا) کرتا ہے پس وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ بھائی ہے۔)

امامِ اعظمؒ کا مذہب مشہور ہے:

لَا نُكَفِّرُ اَهْلَ الْقِبْلَةِ۔

(ترجمہ: ہم اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔)

بہ ایں ہَمَہ فُروعی مسائل میں اختلاف ہونے کے سبب کس کس طرح ہماری قوم نے اس حَبلُ المَتِین کی بندش کو توڑا ہے اور اس رشتۂ اُخوّت کو جسے خود خدا نے قائم کیا تھا، چھوڑا ہے۔

ان نا اتفاقیوں نے ہماری قوم کو نہایت ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ جمعیّت کی برکت ہماری قوم سے جاتی رہی ہے۔ قومی ہم دردی اور قومی ترقّی اور قومی اُمور کے سرانجام دینے میں اس نالائق نااتفاقی نے بہت کچھ اثرِ بد پہنچایا ہے۔ پس ہماری قومی ترقی کا سب سے اوّل مرحلہ یہ ہے کہ ہم سب آپس کی محبت سے اس عداوت و نفاق کو یکتائی و یک جہتی سے مُبدّل کریں۔

یکتائی و یک جہتی سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے عقائد کو چھوڑ کر ایک عقیدے پر قائم ہوجائیں، یہ اَمر تو قانونِ قدرت کے برخلاف ہے جو ہو نہیں سکتا۔ نہ تو پہلے کبھی ہوا اور نہ آیندہ کبھی ہوگا۔

اتّفاق کے قائم رکھنے کی، جس کی ہم کو ضرورت ہے، ایک اور عقلی و نقلی راہ ہے جس کی پیروی قومی اِتّحاد کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ انسان جب اپنی ہستی پر نظر ڈالے گا تو اپنے میں دو حصّے پائے گا۔ ایک حصّہ خدا کا اور

ایک حصّہ اپنے اَبنائے جِنس کا۔ انسان کا دل یا اس کا اِعتِقاد یا مختصر سے الفاظ میں یوں کہو کہ اس کا مذہب خدا کا حصّہ ہے جس میں دوسرا کوئی شریک نہیں۔ اس کے عقائد کی جو کچھ بھلائی یا برائی ہو اس کا معاملہ اس کے خدا کے ساتھ ہے۔ نہ بھائی اس میں شریک ہے، نہ بیٹا، نہ دوست نہ آشنا اور نہ قوم۔ پس ہم کو اس بات سے، جس کا اثر ہر ایک کی صرف ذات تک محدود ہے اور ہم سے کچھ تعلق نہیں ہے، کچھ بھی تعلق رکھنا نہیں چاہیے۔

نہایت افسوس اور نادانی کی بات ہے کہ ہم کسی سے ایسے امر میں عداوت رکھیں جس کا اثر خود اسی تک محدود ہے اور ہم کو اس سے کچھ بھی ضَرر و نقصان نہیں۔ جو حصّہ کہ انسان میں اُس کے اَبنائے جِنس کا ہے اس سے ہم کو غرض رکھنی چاہیے اور وہ حصّہ آپس کی محبت، باہمی دوستی، ایک دوسرے کی اِعانَت، ایک دوسرے کی ہم دردی ہے، جس کے مجموعے کا نام قومی ہم دردی ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے خدا کے حکم کی بھی اطاعت اور آپس میں برادرانہ برتاؤ، قومی اتفاق، قومی ہم دردی قائم ہوسکتی ہے جو قومی ترقی کے لیے پہلی منزل ہے۔

یہ بات ہم کو بھولنی نہیں چاہیے کہ ان روحانی بھائیوں کے سوا اور بھی ہمارے وطنی بھائی ہیں۔ گو وہ ہمارے ساتھ اس کلمے میں، جس نے ہم مختلف قوموں اور مختلف فرقوں کو ایک قوم اور آپس میں روحانی بھائی بنادیا ہے، شریک نہیں ہیں، مگر بہت سے تَمَدُّنی اُمور ہیں جن میں ہم اور وہ مثل بھائیوں کے شریک ہیں۔ ہم سائے کا ادب ہمارے مذہب کا ایک جُزو ہے اور یہی ہم سایگی وسعت پاتے پاتے ہم ملکی اور ہم وطنی کی وُسعت تک پہنچ گئی ہے۔

ان ہم وطن بھائیوں میں بھی دو حصّے ہیں، ایک خدا کا اور ایک ابنائے جنس کا۔ خدا کا حصّہ خدا کے لیے چھوڑو اور جو حصّہ ان میں ابنائے جنس کا ہے اس سے غرض رکھو۔ تمام اُمورِ انسانیت میں، جو تمدّن و مُعاشرَت سے تعلق رکھتے ہیں ایک دوسرے کے مددگار رہو۔ آپس میں سچّی محبت، سچّی دوستی اور دوستانہ بردباری رکھو۔

اِتّفاق کی خوبیاں لوگوں نے بہت کچھ بیان کی ہیں اور وہ ایسی ظاہر ہیں کہ کوئی شخص اِتّفاق سے بھی ان کو بھول نہیں سکتا۔ بہت بڑے بڑے واقعات دنیا میں گزرے ہیں جن کو پرانی تاریخیں یاد دلاتی ہیں اور جن کی یاد سے ایک عجیب اثر ہمارے دلوں میں ہوتا ہے۔ وہ سب باہمی اتّفاق کا نتیجہ ہے۔ اس وقت تعلیم یافتہ دنیا میں جو کچھ ترقی ہے یا مُہَذَّب ملکوں میں جو کچھ طاقت ہے وہ سب اتّفاق کی بہ دولت ہے۔

بعض قابلِ ادب بزرگوں کا قول ہے کہ جس طرح اصلی دوستی دنیا میں نلپید ہے اسی طرح آپس کا اِتّفاق بھی ناممکن ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ تمام انسانوں کی طبائع اور اُن کے اَغراض مختلف ہیں، تو ضرور ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔ ہاں! یہ بات سچ ہے، مگر جس اتّفاق پر ہم بحث کرتے ہیں وہ شخصی اتّفاق نہیں ہے، بلکہ قومی اتّفاق ہے ہمارے آپس میں گو کیسا ہی نفاق ہو، جو خدا کے نزدیک ایک

سخت گناہ ہے، مگر وہ قومی اتحاد اور قومی اتّفاق کا مانع نہیں ہے۔ قومی بھلائی یا قومی برائی کا اثر تمام قوم کے لوگوں پر پہنچتا ہے۔

اس زمانے میں جو سب سے بڑا سبب ہماری قوم کے تنزل کا ہے وہ یہی ہے کہ ہم میں قومی اتفاق کا خیال نَسیاً مَنسیاً ہوگیا ہے۔ کسی کو بہ جُز ذاتی مَنفَعَت کے قومی بھلائی یا قومی مَنفَعَت کا خیال بھی نہیں آتا ہے۔ اگر کوئی کچھ کرتا بھی ہے تو اس کو پہلے اپنی ذاتی غَرَض مدِّنظر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے کاموں میں برکت نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از: مقالاتِ سرسیّد جلد پنجم)

مشق

سوال نمبر۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(۱) پرانے زمانے میں لفظ "قوم" سے کیا مراد لی جاتی تھی؟
(۲) اسلام نے تفرقۂ قومی کو مٹاکر کون سا رشتہ قائم کیا ؟
(۳) سرسیّد کے نزدیک قومی ترقی کا اوّلین مرحلہ کیا ہے؟
(۴) یکتائی و یک جہتی سے سرسیّد کی کیا مراد ہے ؟
(۵) مسلمانوں کے زوال کا سب سے بڑا سبب کیا ہے؟
(۶) سرسید کے مطابق قومی اتحاد کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟
(۷) قومی ہم دردی کے کیا فائدے ہیں ؟
(۸) شخصی اتّفاق اور قومی اتّفاق میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر۲: اس سبق کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

سوال نمبر۳: دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(۱) حبلُ المتین سے مراد ہے:

(الف) مذہب (ب) یک جہتی (ج) رنگ و نسل (د) قومیت

(۲) ہم سائے کا ادب ہمارے مذہب کا ہے:
(الف) جزو　(ب) نِصف　(ج) کُل　(د) مرکز

(۳) قومی ترقی کا بنیادی سبب ہوتا ہے:
(الف) مذہب　(ب) تجارت　(ج) زراعت　(د) اتّفاق

(۴) سرسید کی نظر میں ہماری قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے:
(الف) مال و دولت نے　(ب) نااتّفاقی نے　(ج) ذاتی مفادات نے　(د) بے حسی نے

(۵) العُروَۃُ الوُثقیٰ سے مُراد ہے:
(الف) اُخُوَّت　(ب) اتحاد　(ج) تنظیم　(د) توحید

سوال نمبر۴: درج ذیل جملوں کی وضاحت کیجیے:

(الف) ہم میں قومی اتفاق کا خیال نَسیًا مَّنسیًّا ہوگیا ہے۔
(ب) جس کسی نے العُروَۃُ الوُثقیٰ کلمۂ توحید کو مستحکم کیا وہ ایک قوم بن گیا۔
(ج) ہم سب آپس کی محبت سے اس عداوت و نِفاق کو یکتائی و یک جہتی سے مُبدّل کریں۔

سوال نمبر۵: ذیل کے الفاظ وتراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

یک جہتی	رشتۂ اخوت	اِعانت	منفعت	اَبنائے جِنس

سوال نمبر۶: "قومی اتفاق کی ضرورت" کے عنوان پر ایک مضمون تحریر کیجیے۔

سرگرمی

طلبہ پرائمری اسکول کا داخلہ فارم لیں گے اور فرداً فرداً اُسے پُر کر کے اُستاد کو دکھائیں گے۔

مضمون: کسی متعین موضوع پر ضروری معلومات یا اپنے خیالات اور جذبات و احساسات کا تحریری اظہار مضمون کہلاتا ہے۔ موضوعات کے لحاظ سے مضمون کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون لکھا جاسکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔
(ا) زیرِ بحث مسئلے کا تعارف (۲) حمایت یا مخالف میں دلائل (۳) نتیجہ ۔ ہر مضمون کے لیے نظم وضبط، توازن اور تناسب ضروری ہے۔ مضمون میں طرزِ بیان اور زبان کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ الفاظ میں جس قدر قطعیت اور شفافیت ہوگی اسی قدر مُدعا نگاری کا حق ادا ہوگا۔

برائے اساتذہ

- پرائمری اسکول کا داخلہ فارم طلبہ کو فراہم کیجیے اور پُر کرواکر اس کی جانچ کیجیے۔ ضروری ہو تو اُن کی اصلاح بھی کیجیے۔
- نئے الفاظ وتراکیب کا درست تلفُّظ اور معنی وتشریح بتائیے۔
- پہلے طلبہ کو عبارت فہمی کا موقع دیجیے۔ اس کے بعد تقریری طریقہ اختیار کرتے ہوئے مؤثر تعمیری بازرسی کیجیے۔